سے دوسری اور تیسری قسم میں فرق تو ظاہر ہو جاتا ہے لیکن قواعد خمسہ کا ان عام قواعد سے فرق ظاہر نہیں ہوتا جو کسی باب کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔

ظن غالب یہ ہے کہ علماء نے جس معیار کو سامنے رکھ کر ان پانچ قواعد کو ممیز کیا ہے (یا ابن نجیم کے نزدیک چھ قواعد کو) وہ تجرید و عمومیت کا نظریہ ہے، اور یہ بات صراحت کے ساتھ ابن السبکیؒ کے اس قول سے سمجھ میں آتی ہے جس میں انہوں نے مسائل فقہ کو قواعد کی جانب پھیرنے کے سلسلہ میں دو منہجوں اصولوں کی طرف اشارہ کیا ہے، ایک تکلف و تعسف کا طریقہ، اور دوسرا وضاحت کا، لہذا جہاں بھی قواعد کی تعداد زیادہ ہوگی مسائل فقہیہ کا قواعد کی جانب لوٹانا بہت ہی واضح اور آسان ہوگا

۲۔ وہ قواعد جو مختلف اقسام کے فقہی ابواب کے درمیان مشترک ہیں

اس قسم سے ہماری مراد ایسے کلی قواعد ہیں جو فقہ کے ابواب میں سے کسی ایک باب کے ساتھ خاص نہیں ہیں، اس قسم کے اندر تجرید پہلی قسم کے قواعد کلیہ سے کم ہوتی ہے، ان کلی قواعد کی نسبت سے یہ گویا فرعی قواعد ہیں۔

(الف) امام کرخیؒ (متوفی ۳۴۰ھ) نے ان اصولوں کے بارے میں جن پر فقہ حنفی کی فروعات کا مدار ہے جو رسالہ لکھا ہے ان میں سے بعض قواعد اس نوع کے تحت داخل ہیں، ان کے ذکر کردہ اصولوں کی تعداد ۳۹ ہے۔ (بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دباس کے سترہ قواعد لے کر ان پر اضافہ کیا ہے) وہ مختلف انواع کے قواعد پر مشتمل ہیں، بعض تو وہ ہیں جو ابواب فقہ میں سے چند ابواب کے ساتھ مخصوص ہیں، کچھ اصولی قواعد ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اس مشترک قسم کی مثال بن سکتے ہیں جس پر ہم بحث کر رہے ہیں۔

اس طرح کے چند قواعد درج ذیل ہیں:

- اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کے امور درستگی و صلاح پر محمول ہوں گے یہاں تک کہ اس کے خلاف ظاہر ہو جائے۔
- اصل یہ ہے کہ حال و موقع کی دلالت بھی ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ الفاظ کی دلالت ہوتی ہے۔
- اصل یہ ہے کہ سوال اور خطاب میں عمومی اور غالب مفہوم کا اعتبار ہوگا، شاذ و نادر مفہوم کا نہیں۔
- اصل یہ ہے کہ حقوق اللہ میں تو احتیاط کا پہلو اختیار کرنا درست ہے لیکن حقوق العباد میں یہ درست نہیں ہے۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

(ب) ابن السبکیؒ (متوفی ۷۷۱ھ) کی کتاب "القواعد والاشباہ والنظائر" کی دوسری قسم اس نوع میں داخل ہے۔ (۱) انہوں نے اس قسم کو خاص رکھا ہے ان قواعد کے ساتھ جو کسی ایک باب کے ساتھ خاص نہیں ہیں، انہوں نے یہ تصریح بھی کی کہ اس قسم اور اس کے بعد آنے والی قسم (جو ابواب کے ساتھ خاص رہنے والے قواعد پر مشتمل ہے) ان دونوں میں سے ایک قسم کے قواعد دوسری قسم میں کسی ضرورت کی بنیاد پر ذکر کر دیں گے۔

- انہوں نے اس عام قسم کے تحت ۴۸ قواعد ذکر کئے ہیں اور ان میں سے بعض قواعد پر کچھ دوسرے قواعد کی تفریع کی ہے۔

جن قواعد کو ہم نے اس قسم میں ذکر کیا ہے ان کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

اذا بطل الخصوص بقی العموم:	جب خصوص (خاص ہونا) ختم ہو جائے تو عموم باقی رہتا ہے۔
درء المفاسد اولی من جلب المصالح:	دفع مضرت جلب منفعت پر مقدم ہے۔
ما اجتمع الحلال والحرام الا و غلب الحرام والحلال:	جب بھی کسی امر میں حلال وحرام دونوں جمع ہوں گے تو حرام کے اعتبار سے حکم ہوگا۔
القادر علی الیقین لا یعمل باالظن:	جو شخص یقین پر قادر ہو وہ ظن وگمان پر عمل نہیں کرے گا۔
ما ثبت بالشرع اولی ممالبت بالشرط:	جو چیز شرع کی بنیاد پر ثابت ہو وہ اولی ہے اس سے جو شرط کی وجہ سے ثابت ہو۔
الرخص لاتناط بالمعاصی:	شرعی رخصت معاصی کے اندر نہیں حاصل ہوتی۔
اعمال الکلام اولی من اهماله:	کلام کو بامعنی بنانا اس کو لغو اور مہمل کر دینے سے اولی ہے۔
الفرض افضل من النفل:	فرض نفل سے افضل ہے۔
الواجب لایترک الا بواجب:	واجب دوسرے واجب ہی کی وجہ سے چھوڑا جا سکتا ہے۔

(ج) ابن السبکیؒ کے بعد زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) نے "المنثور فی القواعد" کتاب لکھی، اس میں قواعد کو حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کیا ہے، بے شمار قواعد ذکر کئے ہیں جن کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

اذا تعارض الواجب والمحظور یقدم الواجب:	جب واجب اور ممنوع میں تعارض ہو تو واجب کو مقدم کیا جائے گا۔
الاجتهاد لا ینقض بالاجتهاد:	ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے نہیں ٹوٹتا۔
حقوق الله تعالیٰ مبنیة علی المسامحة:	اللہ تعالیٰ کے حقوق آسانی و رعایت پر مبنی ہیں۔
الضرورات تبیح المحظورات:	"ضرورت" ممنوعات کو مباح بنا دیتی ہے۔
الفرض لا یؤخذ علیه عوض:	جو کام فرض ہو اسکے کرنے پر اجرت نہیں لی جاتی۔
یقدم فی کل ولایة من هو اقوم بمصالحها:	ہر عہدہ میں اس شخص کو مقدم رکھا جائے گا جو اس عہدہ کے مصالح زیادہ اچھے انداز میں انجام دینے والا ہو۔

وہ قواعد جو لفظ "کل" سے شروع ہوتے ہیں مثلاً:

کل تصرف لا یترتب علیه مقصوده لا یشرع من اصله:	ہر وہ تصرف جس کے انجام دینے سے اس کا مقصود نہ حاصل ہوتا ہو وہ سرے سے مشروع ہی نہ ہوگا۔

وہ قواعد جو لفظ "لا" سے شروع ہوتے ہوں مثلاً:

لا ینکر الا ما اجمع علی منعه:	اسی امر کی نکیر کی جائے گی جس کے ممنوع ہونے پر اجماع ہو۔

وہ قواعد جو "ما" سے شروع ہوتے ہیں مثلاً:

ما ثبت بیقین لا یرتفع الا بیقین:	جو چیز یقین سے ثابت ہو وہ یقین ہی سے زائل ہوگی۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

زرکشیؒ نے جن موضوعات کو ذکر کیا ہے اور جن سے کچھ قواعد بھی متعلق ہوتے ہیں ان کی مثالیں درج ذیل ہیں:

الاباحة :	(مباح قرار دینا)	اس عنوان کے تحت سات مباحث ذکر کئے ہیں۔
الابراء:	(بری کر دینا)	اس میں پانچ مباحث بیان کئے ہیں۔
التوبة:	(توبہ کرنا)	اس کے مباحث کی تعداد نو ہے۔
الشک :	(شک کرنا)	اس موضوع کے تحت گیارہ مباحث آئے ہیں۔
الفاسد:	(فاسد)	سولہ مباحث اس قسم میں آئے ہیں۔
الفسخ :	(فسخ کرنا)	یہ پندرہ بحثوں پر مشتمل ہے۔
النية :	(نیت)	اس میں بھی پندرہ مباحث ذکر کئے گئے ہیں۔

مذکورہ موضوعات کے تحت جو مباحث ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے ہر بحث کے ساتھ جزئیات وضوابط اور تنبیہات وقواعد بھی بیان کرتے گئے ہیں، جو دوسری کتب قواعد میں نہیں ملتے۔

۳۔ زرکشیؒ اس کتاب میں قاعدہ کے استدلال میں مشغول نہیں ہوتے کبھی تو دلیل ذکر کرتے ہیں اور اکثر مواقع پر دلیل نہیں بیان کرتے، جن قواعد کے لئے استدلال بھی کیا ہے ان میں ایک قاعدہ یہ ہے "الاجتہاد لا ینقض بالاجتہاد" اس کے استدلال میں لکھتے ہیں: اگر یہ ٹوٹ جائے گا تو توڑنے والا بھی ٹوٹے گا، اس لئے کہ ہر اجتہاد کے ساتھ یہ امکان ہے کہ وہ بدل جائے اور بدلنے کا سلسلہ چلتا رہے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ احکام پھر برقرار نہیں رہ سکیں گے۔

اور اسی طرح جب وہ قاعدہ کی دلیل ذکر کرتے ہیں تو اکثر اوقات نقلی کی بجائے عقلی دلائل ذکر کرتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جن فقہاء کبار کے ہاتھوں قواعد فقہیہ کے مفاہیم تدریجی طور پر وضع ہوئے، انہوں نے اس سلسلہ میں عام شرعی نصوص، اصول فقہ کے مبادی اور احکام کی علتوں کے دلائل سے اجتہاد و استنباط کیا تھا تو گویا فقہی قواعد کے مفاہیم متعین ہونے کا راستہ عقل تھا اور جب اس کا راستہ عقل ہوگا تو استدلال عقلی ہوگا۔

۴۔ زرکشیؒ فقہ کا کوئی اختلافی قاعدہ یا مسئلہ ذکر کرتے ہیں پھر اس مسئلہ یا قاعدہ میں علماء کے اقوال اور دلائل ذکر کرتے ہیں پھر اس مسئلہ یا قاعدہ میں اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

اس کی مثال "ملک" کی ابحاث میں سے آٹھویں بحث میں ملتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

۵۔ فروعات کو اصول کی طرف لوٹانے میں بھی زرکشیؒ ابواب فقہیہ کی ترتیب کا التزام نہیں کرتے، بلکہ قاعدہ کے تحت اس کا فرعی مسئلہ خواہ وہ کسی باب کا ہو ذکر کر دیتے ہیں۔ اسی بناء پر ہم نے ان کی اس کتاب کو اس نوع میں شامل کیا جو مختلف ابواب فقہیہ کے درمیان مشترک قواعد پر مشتمل ہے، اگرچہ اس کتاب میں کچھ ایسے قواعد بھی ہیں جو مختلف ابواب کے درمیان مشترک نہیں ہیں بلکہ متعین ابواب کے ساتھ خاص ہیں۔ (۱)

۶۔ علماء نے اس کتاب کی شرح و اختصار کا کام بھی کیا، چنانچہ سراج الدین العبادی نے دو جلدوں میں اس کی شرح لکھی، اس طرح عبدالوہاب شعرانی نے ایک جلد میں اس کا اختصار لکھا ہے۔ (۲)

(د) ابن رجبؒ (متوفی ۷۹۵ھ) کی کتاب ''تقریر القواعد و تحریر المسائل والفوائد'' ہے یہ کتاب ''القواعد فی الفقہ الاسلامی'' کے نام سے مشہور ہے، ابن رجب نے ۱۶۰ قواعد ذکر کئے ہیں، ان سے ملحق کر کے اختلافی مسائل کے مباحث بھی ذکر کئے جن کی تعداد ۲۱ ہے، ''علم اختلاف الفقہاء'' کے موضوع پر گفتگو کرتے وقت ہم اس ضمیمہ کی جانب اشارہ کریں گے۔

۱۔ جو قواعد ابن رجب نے وضع کئے ہیں ان میں مسلک حنبلی کے مسائل فقہیہ کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے، لہٰذا کسی بھی مسئلہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے، یہ سب دلکش اسلوب اور بہترین عبارت میں ہے، واقعہ یہ ہے کہ ان کی یہ کتاب فقہ حنبلی پر ایک بہترین تصنیف ہے، ان کا طریقہ یہ ہے کہ ایک کلی قاعدۂ فقہیہ ذکر کرتے ہیں، پھر اس پر مختلف ابواب فقہ کے مختلف مسائل متفرع کرتے ہیں، اس کا التزام نہیں کرتے کہ وہ فروعات کسی ایک متعین باب کے ہوں بلکہ قاعدہ پر متفرع ہونے والی فروعات، فقہ کے جس باب کے بھی ہوں ذکر کرتے ہیں، البتہ اگر قاعدہ ہی ایسا ہو کہ وہ کسی ایک فقہی یا قسم سے تعلق رکھنے والا ہو مثلاً عبادات کی قسم سے تو ایسے موقع پر اس قاعدہ سے ملحق فروعات بھی کسی ایک متعین باب یا قسم کی ہوں گی۔

۲۔ مذکورہ کتاب میں اس طرح کے مختلف نوعیتوں کے قواعد کے ساتھ کچھ ایسے قواعد بھی ہیں جو کسی ایک جزیہ سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں معروف معنی میں قواعد کہہ بھی نہیں سکتے، بلکہ وہ ایک محدود جزئی مسئلہ میں حکم شرعی کی قانون سازی ہوتی ہے۔ (۱)

ان میں سے ہر قسم کی جانب مناسب موقع پر اشارہ کیا جائے گا۔

فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب (سنن ابوداود و ترمذی)

۴۔ ابن رجب نے مختلف ابواب فقہیہ کے درمیان جن مشترک قواعد کو ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

- جب کوئی حکم اور اس کا مانع دونوں موجود ہوں تو مشہور مذہب یہ ہے کہ حکم ثابت نہیں ہوتا۔ (قاعدہ نمبر ۵۷)
- جس شخص نے حرام طریقہ پر ایسا سبب اختیار کیا کہ جس کے نتیجہ میں ملکیت یا حلت ثابت ہوتی ہو یا واجبات کا سقوط ہوتا ہو اور وہ سبب ایسا ہو کہ نفس انسانی اس کی طرف مائل ہوتا ہو تو اس سبب کو باطل قرار دیا جائے گا اور اس کا وجود عدم کے درجہ میں ہوگا اور احکام ثابت نہیں ہوں گے۔ (قاعدہ نمبر ۱۰۲)
- مجہول چیز اگرچہ اصلاً موجود ہے لیکن جب اس پر واقف ہونا ممکن نہ ہو اور اس کا اعتبار دشوار ہو تو اسے معدوم کا درجہ دے دیا جائے گا۔ (قاعدہ نمبر ۱۰۶)
- جس شخص کے لئے دو چیزوں میں سے ایک ثابت ہو تو اگر وہ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لے تو دوسری ساقط ہو جائے گی اور اگر ایک کو ساقط کر دے تو دوسری باقی رہے گی اور اگر دونوں سے رک جائے...... (قاعدہ نمبر ۱۱۰)

غیر ثابت شدہ چیز کو روک دینا ثابت شدہ چیز کو ختم کرنے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے۔

(ھ) سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''الاشباہ والنظائر'' کی دوسری فصل میں ان قواعد کلیہ کو ذکر کیا ہے جن سے بے شمار جزئی مسائل متفرع ہوتے ہیں، ان کے نزدیک ایسے قواعد کی تعداد چالیس تک پہنچی ہے۔

۱۔ سیوطیؒ نے ان قواعد کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ وہ سب کے سب متفقہ قواعد ہوں، کیونکہ مختلف فیہ قواعد کے لئے اس کے بعد ہی خاص طور پر تیسری فصل قائم کی ہے۔

۲۔ ان کے ذکر کردہ قواعد کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- رعایا پر امام کے تصرفات مصلحت سے جوڑ دیئے گئے ہیں۔ (قاعدہ نمبر ۵)
- ولایت خاصہ ولایت عامہ سے قوی ہوتی ہے۔ (قاعدہ نمبر ۳۲)
- الخراج بالضمان، نفع ذمہ داری کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ (قاعدہ نمبر ۱۱)
- ایسا ظن جس کی غلطی بالکل واضح ہو اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (قاعدہ نمبر ۳۳)
- جس چیز کا اثر متعدی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جس کا اثر متعدی نہ ہو (قاعدہ نمبر ۲۰)

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود و ترمذی)